B.A Part II
Paper – I
Dept of Urdu

۱ آبِ حیات کی روشنی میں مولانا محمد حسین آزاد کی انشا پردازی

یوں تو ہر عہد میں بے شمار شاعر و ادیب ابھرتے ہیں لیکن ایسا شاعر و ادیب جو عہد آفرین ہو جسے قبول عام اور حیات دوام نصیب نہیں ہو کامیاب ضرور ہوتا ہے۔ ایسا ادیب محنت و مشقت مطالعہ اور علمی بیتر بازی سے بڑا ادیب نہیں بنتا اور لوگوں کے دلوں پر زبردستی اپنے اہل قلم ہونے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ وہ ادیب پیدا ہی ہوتے ہیں اور ادب میں اپنی ایک مخصوص جگہ بنا لیتا ہے۔ وہ ایک محسن ہوتا ہے۔ ادب پر احسان کرتا ہے اگر اس کے کارناموں کو ادب سے خارج کر دیئے جائیں تو ادب میں خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ مولانا محمد حسین آزاد کی حیثیت بھی ایک ایسے ہی ادیب کی ہے۔ جس کا اوڑھنا بچھونا ادب تھا۔ جو ادب کے لیے زندہ تھا اور تادم آخر ادب کی خدمت میں مصروف رہا۔

صاحب قلم ہونا اور بات ہے اور صاحب طرز ہونا اور۔ اردو نثر کے صاحب طرز ادیب انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ مولانا محمد حسین آزاد اپنے عہد کے کامیاب اور سچے صاحب طرز ادیب تھے۔ ان کا ایک مخصوص طرز تھا جس کے وہ خود موجد بھی تھے اور خاتم بھی۔ حقیقی معنوں میں کامیاب ادیب وہی ہے جس کا ایک منفرد اسلوب ہو۔ جس کو ہزاروں میں تمیز کر سکے۔ محمد حسین آزاد اردو میں اپنی مخصوص انشاء کی وجہ سے مشہور ہیں۔

آزاد کی نثر رنگینی اور سادگی کا ایک حسین امتزاج ہے ان کی انشاء میں تکلف بھی ہے اور مبالغہ بھی۔ مرصع کاری بھی ہے اور رنگینی و رعنائی کی رنگ آمیزی بھی لیکن حد اعتدال کے ساتھ ہے۔ آزاد کی ذات اردو نثر کے لئے بڑی مبارک تھی۔ اگر وہ نہ ہوتے تو سرسید اور حالی کے ہاتھوں اردو نثر ایک بیوہ کا لباس پاتی کیونکہ ان بزرگوں کے یہاں سادگی میں تو مبالغہ ہے وہ بھی رجب علی بیگ کی مصنوعی نثر نگاری سے کم نقصان دہ نہیں۔

آزاد کی ادبی شخصیت نے ان دو والی تحریکوں کے مضر اثرات سے اردو نثر کو محفوظ رکھا۔ اردو نثر کے ارتقا کے لیے مضامین کی سادگی کے ساتھ سرور کی رنگینیِ بیان کی بھی ضرورت تھی۔ حسین آزاد نے دونوں مزاجوں کے اثرات سے مساوی فائدہ اٹھا کر اردو انشاء پردازی کو نیا مزاج دیا۔

آبِ حیات حسین آزاد کا ایک اہم وقیع اور ناقابلِ فراموش

Scanned with CamScanner

کارنامہ ہے۔ جو ۱۸۸۰ء میں پہلی بار زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آیا۔

اس کتاب کے شائع ہوتے ہی مولانا کی اتنی شہرت و مقبولیت بڑھی کہ تعریفی خطوط کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ آبِ حیات کی انشاء پردازی میں تو قدم قدم پر دامنِ دل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

بقول شخصے "مترے یہ دل کے لئے تھیں زبان کے لئے"

آزاد کا مقصد آبِ حیات کو ایک تنقیدی یا تحقیقی کارنامہ بنانا ہرگز نہیں تھا بلکہ انشاء کی خوشبو سے ذوقِ قاری کو مسحور و معطر کرنا تھا۔ اس نیرنگِ جولانِ انشاء کے لئے انہوں نے تذکرہ کا سہارا لیا۔ اس کا اعتراف انہوں نے خود کیا۔ کہتے ہیں۔ "غرض خیالاتِ مذکورہ نے مجھ پر واجب کیا ان بزرگوں کے جو حالات ان کے مجھے معلوم ہیں یا مختلف تذکروں میں متفرق مذکور ہیں انہیں جمع کر کے ایک جگہ لکھ دوں اور جہاں تک ممکن ہو اس طرح لکھوں کہ ان کی زندگی بولتی، چلتی پھرتی تصویریں آن کھڑی ہوں اور انہیں حیاتِ جاوداں حاصل ہو۔"

ظاہر ہے چلتی پھرتی تصویریں پیش کرنے کے لئے آزاد نے ڈرامائی اور محاکاتی اندازِ تحریر اختیار کیا۔ اس میں رنگینی اور رعنائی کو اس طرح داخل کیا کہ حقیقت میں یہ طرز منفرد ہو گئی۔ کلیم الدین احمد، ڈاکٹر عبادت بریلوی، احسن فاروقی وغیرہ نے آزاد کی انشاء کی سحر انگیزی کو تسلیم کیا ہے۔

مرقع نگاری، مینا کاری، مرصع نگاری، ڈرامائیت اور محاورات آزاد کی نثر کے لازمی اجزاء ہیں انہیں خصوصیات کے سبب "آبِ حیات" زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔ انہیں چلتی پھرتی تصویریں پیش کرنے کا شوق ہی نہیں بلکہ ان کو دکھانے پر پوری قدرت موجود ہے۔

ناقدین نے "آبِ حیات" کی انشاء، ظرافت، لطافت، طراوت اور واقعات کے سلسلے میں سخت اعتراضات کئے ہیں۔ یہ اعتراضات اہم بھی ہیں اور غیر اہم بھی۔ جہاں تک تذکروں کا تعلق ہے یہ ایک بے نظیر تذکرہ ہے جس میں مصنف نے اردو کی کل شاعری پر نظر کر کے اس کو کئی عہدوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر عہد کی زبان اور شاعری کی خصوصیات بیان کرنے کے بعد اس عہد کے نامی شاعروں کا حال اس تفصیل سے لکھا ہے کہ ان کی چلتی پھرتی بولتی چالتی تصویریں پڑھنے والوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ ساتھ ہی وہ زمانہ اور ماحول بھی نظروں کے سامنے پھر جاتا ہے یہی وہ حیرت انگیز خصوصیات ہے جس میں کوئی کتاب اس کی شریک نہیں۔